ارشادات فرمودہ

10.07.2015

کے بعض اہم نکات

اس خطبہ میں۔۔۔

انسان کے لئے لازم ہے جیسا کہ وہ خدا کی خلقیت سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی وہ اپنی پیدائش کے نقش کو خدا کی قیومیت کے ذریعہ بگڑنے سے بچاوے

اس بگڑنے سے بچانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی قیومیت سے حصہ لینے کے لئے، اپنی روحانی حالتوں کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا استغفار کرو

ہر شخص کے لئے اس کی لیلۃ القدر وہ ہے جب وہ دنیا کی تمام گندگیوں اور میلوں سے پاک اور صاف ہو گیا،

اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم ہو گیا، اپنا محاسبہ کرتے ہوئے تمام برائیوں کو اپنے سے دُور کر دیا

ہم جو آنحضرت ﷺ کے عاشقِ صادق کو ماننے والے ہیں ہمیں اپنی حالتوں میں انقلاب پیدا کرتے ہوئے

اپنے ایمانوں کو اس مقام تک لے جانے کی ضرورت ہے جہاں ہمارا ہر قول اور فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو جائے،

ہم اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے بن جائیں اور رمضان کی برکات ہمیشہ ہمارے اندر قائم رہیں

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بائیسواں روزہ گزر رہا ہے اور یوں ہم رمضان کے آخری عشرے میں ہیں

اور آنحضرت ﷺ کے ایک ارشاد کے مطابق ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کے عشروں میں سے گزرتے ہوئے

جہنم سے نجات دلانے والے عشرے میں سے گزر رہے ہیں۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس نے ہمیں یہ موقع نصیب فرمایا لیکن ایک مومن جس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے،

جو اس کا تقویٰ اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف بھرا ہوا ہے

وہ صرف اس بات پر خوش نہیں ہو سکتا کہ یہ دن یا عشرے جو اللہ تعالیٰ نے میسر فرمائے میری نجات کا سامان بن گئے۔

یہ دن بیشک رحمت مغفرت اور جہنم سے نجات کے دن ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم نے ان دنوں کے فیض سے کچھ حاصل بھی کیا ہے یا نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات بغیر کسی شرط کے نہیں ہوا کرتے۔ان کے ساتھ بعض شرائط ہوتی ہیں۔

پس اِن دنوں کی رحمت سے فیض پانے، مغفرت سے حصہ لینے اور جہنم سے نجات کے لئے بھی کچھ شرائط کا پابند ہونا ضروری ہے۔

ہمیں ان چیزوں سے فیض پانے کے لئے ان باتوں کی تلاش کی ضرورت ہے جن سے ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہوئے اس کے فضلوں کے مورد بنیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بارے میں بعض مفسرین دو اقسام بیان کرتے ہیں:

ایک قسم تو رحمت کی یہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور احسان کے ہوتی ہے۔ انسان اس کو حاصل کرنے کے لئے کوئی خاص تردّد یا کوشش نہیں کر رہا ہوتا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ** (الاعراف 156) میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے

اللہ تعالیٰ کی اِس رحمت سے تمام لوگ حصہ لے رہے ہیں، بغیر کسی عمل کے اُن کو اِس رحمت سے حصہ مل رہا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت عام اور وسیع ہے اور غضب یعنی صفت عدل بعد کسی خصوصیت کے پیدا ہوتی ہے

یعنی یہ صفت قانون الٰہی سے تجاوز کرنے کے بعد اپنا حق پیدا کرتی ہے اور اس کے لئے ضرور ہے

کہ اول قانونِ الٰہی ہو اور قانونِ الٰہی کی خلاف ورزی سے گناہ پیدا ہو اور پھر یہ صفت ظہور میں آتی ہے اور اپنا تقاضا پورا کرنا چاہتی ہے۔

ایمان کا تقاضا تو ان ایمانی حالتوں کو درست رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی حتی المقدور کوشش کرنا ہے

اگر حقیقی ایمان ہے تو اور سب کوششوں کے باوجود کسی بشری کمزوری کی وجہ سے گناہ سرزد ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اس گناہ کو ڈھانک لیتی ہے۔

ایک جگہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ وعید میں دراصل کوئی وعدہ نہیں ہوتا، صرف اس قدر ہوتا ہے کہ

خدا تعالیٰ اپنی قدوسیت کی وجہ سے تقاضا فرماتا ہے کہ شخصِ مجرم کو سزا دے اور بسا اوقات اس تقاضے سے اپنے ملہمین کو اطلاع بھی دے دیتا ہے۔

پھر جب شخصِ مجرم توبہ اور استغفار اور تضرع اور زاری سے اس تقاضے کا حق پورا کر دیتا ہے تو رحمتِ الٰہی کا تقاضا غضب کے تقاضے پر سبقت لے جاتا ہے۔

بعض دفعہ اطلاع بھی ہو جاتی ہے، مقدر ہو جاتی ہے، فیصلہ ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ شخص جس کے بارے میں فیصلہ ہوا ہے توبہ، استغفار کر رہا ہے تو پھر سزا سے بچ بھی سکتا ہے

رحمتِ الٰہی کا تقاضا غضب کے تقاضے پر سبقت لے جاتا ہے اور اس غضب کو اپنے اندر محجوب و مستور کر دیتا ہے، اُسے چھپا دیتا ہے، اُس پر پردہ ڈال دیتا ہے، معاف کر دیتا ہے

یہی معنی اس آیت کے ہیں کہ

عَذَابِیٓ اُصِیبُ بِهٖ مَنۡ اَشَاۗءُ وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ كُلَّ شَیۡءٍ (الاعراف 156)یعنی رحمتی سبقت غضبی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت غضب پر حاوی ہوگئی۔ پس مجرموں کو بھی اُن کے توبہ، استغفار سے اللہ بخشتا ہے۔

بہت بڑھے ہوئے ہوتے ہیں، اُن کے لئے مقدر ہو جاتی ہے سزا، اُن کو بھی بخش دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ایسے مجرموں کو بھی جن پر عذاب لازم ہو گیا جب وہ زاری کریں تو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے

بلکہ بعض پر عذاب کی اپنے فرستادوں کو خبر بھی دے دیتا ہے جیسا کہ میں نے کہا۔

لیکن پھر بھی مجرم کی زاری، اُس کا تضرع، اُس کا رونا پیٹنا، استغفار کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھینچ لیتا ہے۔

تو بہر حال مومن کا یہ مقام نہیں ہے کہ پہلے قانونِ الٰہی سے بغاوت کرے اور پھر آہ وزاری کرے اور پھر رحمت تلاش کرے۔

مومنوں کے بارے میں دوسری مثال ہے اور دوسری قسم کی رحمت اعمال کے ساتھ مشروط ہے

اور اس کا وعدہ نیک کام کرنے والوں اور تقویٰ پر چلنے والوں کے ساتھ ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ** (الاعراف 56) یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنوں کے قریب ہے۔

محسن وہ ہے جو دوسروں سے نیک سلوک کرے، تقویٰ پر چلنے والا ہو، علم رکھنے والا ہو، تمام شرائط کے ساتھ کام کو پورا کرنے والا ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے جائیں۔

ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

پس اگر دعائیں کروانی ہیں تو پھر محسن بننا ضروری ہے اور محسن کے اِن معنوں کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے محسن بننا ضروری ہے۔

پس یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ عام نیکیاں کر کے انسان محسن نہیں بن سکتا بلکہ یہ مقام حاصل کرنے کے لئے اپنے اعمال کو اعلیٰ معیاروں تک لے جانا ضروری ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ محسن وہ ہے جو ہر نیک کام کرتے ہوئے یہ بات سامنے رکھے کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم خدا تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہے۔

ہم خواہش تو بہت کرتے ہیں کہ ہماری دعائیں بھی قبول ہوں اور ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بھی وارث ہوں اور اس کے مورد بنیں

لیکن ان کے حصول کے لئے ہم اس مقام کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے یا اکثریت نہیں کرتی جو باقاعدگی سے ایک مومن کو کرنی چاہئے۔

ہم اس بات پر خوش ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے عشرے میں سے ہم گزرے لیکن ہم یہ نہیں سوچتے کہ اس کے حصول کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے تھا۔

پس اس رحمت کو جذب کرنے کی ہمیں ایسی کوشش کرنی چاہئے جو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے نہ کہ عارضی اور وقتی طور پر سزا سے بچالے
اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ہم پہلی حالت میں آجائیں۔

اس ایک لفظ رحمت میں آنحضرت ﷺ نے ہماری زندگی کے لئے لائحہ عمل کا ایک خزانہ عطا فرمادیا کہ اِس رحمت کی تلاش کرو پہلے دس دن میں رمضان کے۔
اور جب یہ رحمت تلاش کرلو تو پھر یہ عہد کرو کہ اس کو ہم نے اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے۔ ایک مومن کے لئے دس دن کی تربیت پھر اگلے راستے دکھائے گی۔
لیکن کیونکہ شیطان ہر وقت ہمارے ساتھ لگا ہوا ہے جو اپنے کاموں میں مصروف ہے، ورغلانے کے کام میں مصروف ہے، نیکیوں سے ہٹانے کے کام میں مصروف ہے،
اس لئے اس رحمت کو حاصل کرنے کے بعد اس پر قائم رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے کیونکہ خدا انسان کو پیدا کرکے اس سے الگ نہیں ہوا
بلکہ وہ جیسا انسان کا **خالق** ہے اور اسکے تمام قویٰ اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی انسان کا **قیوم** بھی ہے
یعنی جو کچھ بنایا ہے اسکو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے
یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا اور جس طرح بنایا اس کو اپنے خاص سہارے سے محفوظ کرنے والا بھی ہے قیوم بھی ہے وہ۔

پس جب خدا کا نام قیوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا

اس لئے انسان کے لئے لازم ہے جیسا کہ وہ خدا کی خلقیت سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی وہ اپنی پیدائش کے نقش کو خدا کی قیومیت کے ذریعہ بگڑنے سے بچاوے۔

پس انسان کے لئے ایک طبعی ضرورت تھی جس کے لئے استغفار کی ہدایت ہے۔

اس بگڑنے سے بچانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی قیومیت سے حصہ لینے کے لئے، اپنی روحانی حالتوں کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا استغفار کرو۔

پس رمضان میں جو ہمیں مغفرت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تو اس رُوح کو سامنے رکھنے کے لئے کیا کرنا چاہئے ؟

اس کی رحمت سے اگر مستقل حصہ لینا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کرو۔

خدا تعالیٰ جو ان دنوں میں خاص مہربان ہوتا ہے اپنے بندوں پر اس کی رحمت کے دونوں فیض جاری ہیں،

عام فیض سے حصہ لینے کے لئے جو محسنین سے مخصوص ہے نیکیوں کے بجالانے کے لئے طاقت پکڑنے کی جہاں کوشش ایک مومن کرے

وہاں استغفار سے اللہ تعالیٰ کی روشنی سے روشنی لے اور اللہ تعالیٰ کی طاقت سے طاقت پکڑے

تا کہ کبھی اللہ تعالیٰ کی روشنی سے محروم ہو کر اندھیروں میں نہ بھٹکنے لگے یا اللہ تعالیٰ کی طاقت سے بے فیض ہو کر شیطان کی جھولی میں نہ جا گرے

کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی طاقت نہ ساتھ ہو تو شیطان کے حملے بڑے سخت ہیں وہ فوراً اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اس لئے استغفار کرنا بہت ضروری ہے

تا کہ اللہ تعالیٰ سے طاقت پکڑے انسان اور شیطان سے ہمیشہ بچا رہے۔

انسان فطرتاً کمزور ہے اور اس کمزوری سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی طاقت سے طاقت لینے کے لئے استغفار ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کو اپنی نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو اپنے اوپر ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے سہارے کی ضرورت ہے، اس کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ نے اپنا نام قیوم رکھ کر اس طرف ہمیں توجہ دلائی ہے۔

اس کی یہ صفت ہے کہ نیکیوں کو جاری رکھنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت سے ہمیشہ حصہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے سہارے کی ضرورت ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ قیومیت ہی بتا رہی ہے کہ تم نے اگر ہمیشہ کسی چیز کو جاری رکھنا، قائم رکھنا ہے تمہیں بہر حال میرے سہارے کی ضرورت ہے، میری طرف آؤ۔

پس اس سہارے کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کبھی نہ چھوڑو جو ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ جو ہمیشہ قائم رہنے والا ہے، قائم کرتا ہے، قائم رہنے والا ہے اور سب سے مضبوط سہارا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ آخری عشرہ جہنم سے بچانے کا عشرہ ہے تو جب انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر میں بھی لپٹ جائے
اس کی مغفرت سے روشنی کی طاقت پکڑ کر اس پر قائم بھی ہو جائے، اس کی روشنی سے حصہ لے لے اور اس کی طاقت پکڑ کر اس پر قائم بھی ہو جائے
تو ظاہر ہے وہ پھر اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والا ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو بغیر اجر کے تو نہیں چھوڑتا، بڑا دیالو ہے، بڑا دینے والا ہے۔
جنت اور جہنم کی حقیقت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ مذہب سے غرض کیا ہے؟ بس یہی کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفاتِ کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہو کر نفسانی جذبات سے انسان نجات پا جاوے
اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو کیونکہ در حقیقت وہی بہشت ہے جو عالَمِ آخرت میں طرح طرح کے پیرایوں میں ظاہر ہو گا
اور حقیقی خدا سے بے خبر رہنا اور اِس سے دُور رہنا اور سچی محبت اِس سے نہ رکھنا در حقیقت یہی جہنم ہے جو عالمِ آخرت میں انواع واقسام کے رنگوں میں ظاہر ہو گی۔

پس اس نکتے کو ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جہنم سے نجات بھی اِس دنیا سے شروع ہوتی ہے اور جنت کا ملنا بھی اِس دنیا میں ہوتا ہے

اور ان دونوں کے جو وسیع اثرات مختلف حالتوں اور رنگوں میں انسان کو اگلے جہان میں ملتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق، توبہ، استغفار انسان کو اس دنیا میں بھی جنت دکھا دیتا ہے جس کے وسیع تر انعامات جیسا کہ میں نے کہا اگلے جہان میں ملیں گے۔

اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق اور محبت اور اس کی رحمت اور بخشش ہر وقت طلب نہ کرتے رہنا اس کے احکامات کو جان بوجھ کر توڑنا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے حوالے سے اس طرح کھول کر بیان فرمایا۔

کہ قرآن شریف نے بہشت اور دوزخ کی جو حقیقت بیان کی ہے کسی دوسری کتاب نے بیان نہیں کی۔

اس میں صاف طور پر ظاہر کر دیا کہ اس دنیا سے یہ سلسلہ جاری ہوتا ہے۔

چنانچہ فرمایا **وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ**۔(الرحمٰن: 46)

یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا، اُس کے واسطے دو بہشت ہیں، دو جنتیں ہیں۔

یعنی ایک بہشت تو اِس دنیا میں مل جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا خوف اس کو برائیوں سے روکتا ہے۔

برائیوں سے رکنے سے بہشت ملتا ہے اور بدیوں کی طرف دوڑنا دل میں ایک اضطراب اور قلق پیدا کرتا ہے جو بجائے خود ایک خطرناک جہنم ہے۔

پس اِس دنیا کی بہشتی زندگی یا اگلے جہان کے بہشت کے حصول کی کوشش اور جہنم سے بچنا کس طرح ہے اور کیا ہے ؟

یہی آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق جہنم سے بچنا اور جنت کا حصول صرف اُخروی جنت اور جہنم نہیں ہے

بلکہ اِس دنیا کی بھی جنت اور جہنم ہے اور اس سے بچنا اسی صورت میں ممکن ہے جب انسان خدا تعالیٰ سے ڈرے۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حقیقی محسن وہ ہے جو ہر وقت یہ خیال رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے

اور جب یہ احساس ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تب خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور تبھی انسان برائیوں سے بچتا ہے وہ دل کی بے چینیوں سے بھی بچتا ہے۔

پس اس بات کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیئے اور اس کے مطابق سوچنا چاہیئے۔

رمضان کے آخری عشرے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے، ایمان کو ہمیشہ سلامت رکھنے کے لئے اور تقویٰ پر قائم رہنے کے لئے ایک اور امر کی طرف بھی توجہ دلائی آنحضرت ﷺ نے، بلکہ ایک خوشخبری عطا فرمائی اور وہ ہے آخری عشرے میں لیلۃ القدر۔

ایک روایت میں آتا ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور محاسبہ نفس کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے

اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر کی رات قیام کیا اُس کے گناہ گزشتہ بخش دیئے جائیں گے۔

لیلۃ القدر کی بڑی اہمیت ہے لیکن رمضان کے روزے بھی وہی اہمیت رکھتے ہیں،

ٹھیک ہے وہ ایک رات میں گناہ بخشے جاتے ہیں لیکن گزشتہ عمل بھی سامنے ہیں اور رمضان میں بھی تیس دنوں میں یہی عمل ہے

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ شرائط ہیں جو ضروری ہیں رمضان کے روزے بھی اور لیلۃ القدر کا پانا اور گناہ بخشوانا بھی کہ ایمان اور نفس کا محاسبہ۔

اگر پہلے دنوں میں کوئی کمزوری رہ گئی تھی تو آخری دنوں میں اسے دُور کرنے کی کوشش ہونی چاہیئے۔

آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ صرف لیلۃ القدر جس کو ملے گی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے
بلکہ ہر شخص جو روزوں سے اور لیلۃ القدر سے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے گزر رہا ہو
اُس کو اللہ تعالیٰ کی بخشش کی امید رکھنی چاہیئے، اللہ تعالیٰ اُسے بخش دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سی قرآن کریم میں نشانیاں بتائی ہیں مومنوں کے لئے۔

ایک مثلاً یہ نشانی بتائی کہ **اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ** (الانفال:2)

یعنی مومن تو صرف وہی ہیں جن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جائیں۔

تو مومن کی یہ نشانی ہے کہ ہر وقت اس احساس میں رہے کہ خدا کے احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیئے ہیں،
جب بھی اُسے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے کوئی چیز یاد کرائی جائے تو وہ فوراً ڈر جائے اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔

پس رمضان اور لیلۃ القدر کی برکتیں مشروط ہیں جیسا کہ میں نے شروع میں بھی کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اور اُس کے رسول کے احکامات مشروط ہوتے ہیں۔

اگر انسان کے ایمان میں کمزوری ہے اور دوسروں کے حقوق غصب کر رہا ہے اور پھر بھی اگر وہ کہتا ہے کہ اُس نے لیلۃ القدر کا نظارہ کیا

اگر دعا کی خاص کیفیت اس میں پیدا ہو کر اپنی حالت میں مکمل انقلاب لانے والا یہ حالت بناتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور رحمت نے اُسے نوازا ہے

جس کا تقاضا اب یہ ہے کہ اُس پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرے۔

اگر یہ حالت نہیں، تو ہو سکتا ہے کہ جس کو وہ لیلۃ القدر سمجھا ہو وہ نفس کا دھوکہ ہو۔ آپ نے تو یہی فرمایا ہے۔ ایمان بھی کامل ہو نفس کا محاسبہ بھی ہو۔

اس نکتہ کو ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ **لیلۃ القدر صرف وہ خاص رات ہی نہیں، تین صورتیں ہوتی ہیں لیلۃ القدر کی۔**

ایک وہ رات جو رمضان میں آتی ہے،

ایک وہ زمانہ جو نبی کا زمانہ ہے

اور **ایک** ہر شخص کے لئے اُس کی لیلۃ القدر وہ ہے جب وہ پاک اور صاف ہو گیا،

دنیا کی تمام گندگیوں اور میلوں سے پاک ہو گیا، اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم ہو گیا، اپنا محاسبہ کرتے ہوئے تمام برائیوں کو اپنے سے دُور کر دیا۔

پس یہ وہ لیلۃ القدر ہے اگر ہمیں میسر آ جائے اور ہم خالص اللہ تعالیٰ کے ہو جائیں اور اس کے حکموں پر عمل کرنے والے بن جائیں،

اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بلند کرنے والے بن جائیں تو یہ ہمارا وہ مقصد ہے جس کو حاصل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

اگر ہم نے یہ مقام حاصل کر لیا یا ہم یہ کر لیں تو ہر دن اور ہر رات ہمارے لئے قبولیتِ دعا کی گھڑی بن جاتی ہے۔

ہم جو آنحضرت ﷺ کے عاشقِ صادق کو ماننے والے ہیں ہمیں اپنی حالتوں میں انقلاب پیدا کرتے ہوئے اپنے ایمانوں کو اُس مقام تک لے جانے کی ضرورت ہے

جہاں ہمارا ہر قول اور فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو جائے، ہم اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے بن جائیں

اور رمضان کی برکات ہمیشہ ہمارے اندر قائم رہیں۔

اللہ کرے ہم میں سے بہت سے لیلۃ القدر کو بھی پانے والے ہوں جو قبولیتِ دعا کا خاص موقع ہے،

جو اِن آخری دنوں میں ہے جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور اس کو پانا ہمیں نیکیوں اور تقویٰ پر چلانے والا اور اس میں مزید بڑھانے والا ہو،

ہمارے گزشتہ تمام گناہ بھی بخشے جائیں اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ہم میں قوت اور طاقت پیدا فرمادے۔ آمین